ساتویں فصل

ذکرواذکار کے بارے میں :۔

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والوں کی رہنمائی کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

وَاذۡکُرُوۡهُ کَمَا ھَدَاکُمۡ (البقرہ198)[۱]

"اور ذکر کرو اس کا جس طرح اس نے تمھیں ہدایت دی"

یعنی اللہ تعالیٰ کا اس طرح ذکر کرو جس طرح اس نے تمہارے ذکر کے مراتب کی طرف تمہاری رہنمائی فرمائی۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَفۡضَلُ مَااَقُوۡلُ اَنَاوَمَا قالَهُ النَّبِيُّوۡنَ مِنۡ قَبۡلِيۡ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[۲]

بہترین کلمہ وہ ہے جس کا ورد میں کرتا ہوں اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کرتے رہے ہیں۔وہ کلمہ لاالہ الااللہ ہے۔

ذکر کے ہر مقام کا ایک خاص مرتبہ ہے خواہ ذکر جھری ہو یا خفی ہو۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی زبانی ذکر کی طرف رہنمائی کی ہے۔ پھر ذکر نفس ہے پھر ذکر قلب ،ذکر روح ،ذکر سر ،ذکر خفی اور آخر میں ذکر اخفی الخفی کا مرتبہ ہے۔

لسانی ذکر :۔

گویا دل کو بھولا ہوا سبق یاد کرانا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھول چکا تھا اس ذکر کے ساتھ اس کو یہ بھولا ہوا سبق یاد آجائے گا۔

بندے کو ان اطوار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ عرفاء فرماتے ہیں کہ یہ روح ہر ایک کو نہیں ملتی بلکہ صرف خواص کو دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ
(غافر: 15)

"نازل فرماتا ہے وحی اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے"

یہ روح ہمیشہ عالم قدرت میں رہتی ہے اور عالم حقیقت کا اس طرح مشاہدہ کرتی ہے کہ اس کی نظر غیر کی طرف کبھی ملتفت نہیں ہوتی جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلدُّنْيَا حَرَامٌ عَلَى اَهْلِ الْآخِرَةِ وَالْآخِرَةُ حَرَامٌ عَلَى اَهْلِ الدُّنْيَا وَهُمَا حَرَامَانِ عَلَى اَهْلِ اللّٰهِ

"دنیا اہل آخرت پر حرام ہے اور آخرت اہل دنیا پر حرام۔ اور یہ دونوں (دنیا و آخرت) اللہ والوں پر حرام ہے"

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ جسم صبح و شام شریعت مطہرہ کی پابندی کر کے صراط مستقیم پر گامزن رہے طالبان حقیقت پر فرض عین ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ کی یاد میں رہیں جیسا کہ اللہ کریم کا ارشاد ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ (آل عمران: 191)

"وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں"

آیت کریم میں قیام سے مراد دن ہے قعود سے مراد رات ہے اور جنوب سے مراد یہ ہے کہ قبض، بسط، صحت، بیماری، غنی، فقر، تنگی و ترشی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

آٹھویں فصل

شرائط ذکر :۔

ذکر کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ اچھی طرح وضو کرے۔ ذکر کرتے ہوئے (نفی واثبات کی) ضرب سخت لگائے اور آواز میں قوت پیدا کرے تاکہ انوار ذکر اس کے باطن میں پہنچ جائیں۔ اور ان انوار کے ذریعے اس کا دل حیات ابدی اخروی حاصل کرلے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولیٰ (الذخان :56)

"نہ چکھیں گے وہاں موت کا ذائقہ بجز اس پہلی موت کے"

اسی طرح حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

الانبیاء والاولیاء یصلون فی قبورھم کما یصلون فی بیوتھم[1]

"انبیاء واولیاء اپنی قبروں میں اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں جس طرح اپنے گھروں میں نماز ادا کرتے تھے"

یعنی وہ ہمیشہ اپنے رب سے مناجات کرتے رہتے ہیں۔ یہاں ظاہری نماز مراد نہیں ہے۔ جس میں قیام۔ رکوع، سجود اور قعدہ ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد بندہ کا اپنے رب سے مناجات کرنا اور رب کی طرف سے مناجات کے صلہ میں اپنی معرفت عطا کرنا ہے۔ پس عارف اپنی قبر میں احرام باندھے اپنے رب کی طرف محو سفر رہتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْمُصَلّیْ یُنَاجِیْ رَبَّہٗ[۲]

"نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے"

پس جس طرح زندہ دل نہیں سوتا اسی طرح وہ مرتا بھی نہیں ہے[۳] حضور علیہ وسلم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

تَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ[۴]

"میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا"

مَنْ مَاتَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ بَعَثَ اللّٰہُ فِیْ قَبْرِہٖ مَلَکَیْنِ یُعَلِّمَانِہٖ عِلْمَ الْمَعْرِفَةِ وَقَامَ مِنْ قَبْرِہٖ عَالِمًا وَعَارِفًا[۵]

"جو علم حاصل کرتے ہوئے فوت ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں دو فرشتے بھیجتا ہے جو اسے علم معرفت کی تعلیم دیتے ہیں اور ایسا شخص اپنی قبر سے عالم اور عارف بن کر اٹھے گا"

دو فرشتوں سے مراد نبی کریم ﷺ اور ولی علیہ الرحمۃ کی روحانیت ہے کیونکہ فرشتے عالم معرفت میں داخل نہیں ہو سکتے اور نہ وہ تعلیم دے سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

کَمْ مِنْ رَجُلٍ مَاتَ جَاهِلًا وَقَامَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَالِمًا وَعَارِفًا وَکَمْ مِنْ رَجُلٍ مَاتَ عَالِمًا وَقَامَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ جَاهِلًا وَمُفْلِسًا[۶]

"کتنے ہی ایسے آدمی ہیں جو جاہل مریں گے لیکن قیامت کے دن عالم اور عارف بن کر اٹھیں گے اور کتنے ہی عالم مرنے والے قیامت کے دن جاهل اور کنگال بن کر اٹھیں گے"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

اَذْهَبْتُمْ طَیِّبَاتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ (الاحقاف :20)

مَنْ طَلَبَ الدُّنیَا بِاَعْمَالِ الآخِرَةِ فَلَا نَصِیْبَ لَهٗ فِی الآخِرَةِ ۹

"جس نے اعمال آخرت کے ذریعے دنیا طلب کی اس کا آخرت (کی نعمتوں) میں کوئی حصہ نہیں ہوگا"

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جو یہاں نہیں بوئے گا وہاں کچھ حاصل نہین کر پائے گا یہاں کھیتی سے مراد وجود کی زمین ہے آفاق کی نہیں۔

حواشی

۱۔ ہمیں یہ الفاظ نہیں مل سکے۔ ایک اور حدیث اس کی شاہد ہے جسے ابو یعلی نے اپنی مسند میں جلد ششم ص 147 پر نقل کیا ہے۔ اس کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "انبیاء اپنی قبروں مں زندہ نماز ادا کرتے ہیں" اسے ھیثمی نے "المجمع" جلد 8 ص 211 پر نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابو یعلی اور بزاز نے روایت کیا ہے اور ابو یعلی کے روایات ثقہ ہیں۔ اسے کشف الاسرار جلد سوم ص 100، دیلمی کی الفردوس ص 403 سخاوی کی القول البدیع ص 225-247 میں نقل کیا گیا ہے۔ القول البدیع پر برادرم شیخ بشیر محمد عیون کی تحقیق قابل ملاحظہ ہے۔

۲۔ یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام مالک نے "المؤطا" کتاب الصلوۃ باب: العمل فی القرآۃ میں حضرت بیاضی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے "رسول کریم ﷺ نے کاشانہ اقدس سے باہر آکر دیکھا تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور قرأت میں ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے۔ پس اسے دیکھنا چاہیے کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ایک دوسرے سے آواز بلند کر کے قرآن پڑھنے کی کوشش نہ کرو" امام سیوطی (تنویر الحوالک" ج 1/ 102) فرماتے ہیں کہ حدیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ "نمازی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے" تو یہ نماز کے معنی سے خبردار رہنے پر تنبیہ ہے۔ تاکہ انسان ایسے ناپسندیدہ حرکات سے احتراز کرے جو نماز میں نقص کا باعث بنتی ہیں اور ایسے اعمال کو بجالائے جو اس کی تکمیل کا باعث بنتے ہیں۔ "آواز بلند نہ کرو"

انسان ام الکتاب کا نسخہ اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا آئینہ اور پوری کائنات کا مجموعہ ہے۔ انسان پوری کائنات اور عالم کبریٰ کہلاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں یعنی صفت قہر و لطف سے پیدا فرمایا ہے۔ قہر و لطف کی دو متضاد صفات کی وجہ یہ ہے کہ آئینے کی دو جہتیں ہوتی ہیں ایک کثیف اور دوسری لطیف۔ پس انسان دوسرے تمام اشیاء کے برعکس اسم جامع کا مظہر ہے۔ کیونکہ باقی تمام اشیاء کی تخلیق ایک ہاتھ یعنی ایک صفت سے ہوئی ہے۔ رہی صرف صفت لطف تو اس سے صرف ملائکہ جیسی مخلوق کی پیدائش عمل میں آئی ہے۔ اور فرشتے اسم سبوح و قدوس کا ہی مظہر ہیں۔[۴]

ابلیس اور اس کی ذریت کی پیدائش صفت قہر سے ہے جو کہ اسم الجبار کا مظہر ہے۔ اسی لیے اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار کیا اور تکبر میں مبتلا ہو گیا۔

جب انسان پوری کائنات، علوی و سفلی کے تمام خواص کا جامع۔ ہے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ انبیاء و اولیاء لغزش سے خالی ہوں۔ پس انبیاء نبوت و رسالت کے بعد کبائر سے معصوم ہوتے ہیں صغائر سے نہیں۔ جبکہ اولیاء معصوم نہیں ہیں۔ ہاں یہ عموماً کہا گیا ہے کہ کمال ولایت کے بعد اولیاء کبائر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ[۵] فرماتے ہیں: سعادت کی پانچ علامتیں ہیں دل کی نرمی، کثرت بکاء، دنیا سے بے رغبتی، امیدوں کا کم ہونا اور حیاء کی کثرت۔

اور شقاوت کی پانچ نشانیاں ہیں۔ دل کا سخت ہونا۔ آنکھوں کا آنسوؤں سے خالی ہونا، دنیا میں رغبت، لمبی امیدیں اور حیاء کی کمی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَامَةُ السَّعِيدِ اَرْبَعَةٌ. اِذا أُؤْتُمِنَ عَدَلَ وَاِذَاعَاهَدَ وَفٰى وَاِذَا تَكَلَّمَ صَدَقَ وَاِذَا خَاصَمَ لَمْ يَشْتُمْ وَعَلَامَةُ الشَّقِيِّ اَرْبَعَةٌ: اِذَا أُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا عَهَدَ

سخاوت وغیرہ نیکیوں کا ثواب گناہ گاروں کو دے دیتا ہے جس سے ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بندہ مؤمن اپنے نامہ اعمال میں کچھ باقی نہیں چھوڑتا۔ خود مفلس ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص کی سخاوت اور افلاس پر نظر پسندیدگی فرماتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

المفلس فی امان اللّٰہ فی الدارین

"مفلس دونوں جہان میں اللہ کی امان میں ہوتا ہے"

بندہ اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے سب اس کے آقا کا ہے۔ قیامت کے روز اسے ہر نیکی پر دس گنا اجر ملے گا۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام :160)

"جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لیے دس ہونگی اس کی مانند"

زکوٰۃ کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ دل کو نفس کی صفت سے پاک کیا جائے جیسا کہ رب قدوس ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفُهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً (البقرہ :245)

قرض سے مراد یہ ہے کہ اپنی تمام نیکیاں مخلوق پر احسان کے جذبے سے محض اللہ کی خوشنودی کے لیے دیدے۔ اور اس پر کسی قسم کا احسان نہ جتلائے۔ جیسا کہ فرمایا:

لَا تُبْطِلُو اصَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِ وَالْاَذیٰ (البقرہ :264)

"مت ضائع کرو اپنے صدقوں کو احسان جتلا کر اور دکھ پہنچا کر"

اور نہ ہی دنیا میں کسی عوض کا طالب ہو۔ یہ انفاق فی سبیل اللہ کی ایک قسم ہے۔

لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران :92)

"ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو"

بیسویں فصل

خلوت و عزلت

خلوت و عزلت کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔

ظاہری خلوت :۔

ظاہری خلوت یہ ہے کہ کوئی شخص عزلت نشینی اختیار کرلے اور اپنے آپ کو لوگوں سے الگ کرلے تاکہ دوسرے اس کے اخلاق ذمیمہ سے محفوظ رہیں نفس سے اس کی مالوفات چھڑوا کر اور ظاہری حواس کو قابو میں رکھ کر اخلاص نیت کے ساتھ اپنے ارادہ کو قتل کرے اور اسے درگور کردے تاکہ باطنی خواص پر فتح حاصل ہو جائے۔ اس ساری تگ و دو میں پیش نظر اللہ کی رضا اور دوسرے مسلمانوں سے دفع شر ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ [۱]

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"

فضول باتوں سے زبان کو روکے جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔

سَلَامَةُ الْاِنْسَانِ مِنْ قِبَلِ اللِّسَانِ [۲]

"انسان کی سلامتی زبان کی طرف سے ہے"

آنکھوں کو خیانت، حرام کی طرف دیکھنے سے روکے اور اسی طرح کانوں، ہاتھوں اور پاؤں کو حرام کے قریب بھی نہ بھٹکنے دے جیسا کہ رسول

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

العينان تزنيان……

"آنکھیں زنا کرتی ہیں [3]" الحدیث [4]

جو شخص، (ہاتھ پاؤں، کان، زبان، آنکھ وغیرہ) اعضاء سے زناء کرتا ہے قیامت کے روز قبر سے اس کے ساتھ ایک قبیح صورت شخص اٹھے گا۔ یہ شخص زناکار کے خلاف گواہی دے گا (کہ یہ زنا کرتا رہا ہے اور میں اس کے اعمال کی مثالی صورت ہوں)۔ اللہ تعالیٰ اس گواہی پر زناکار کا مؤاخذہ فرمائے گا اور اسے جہنم رسید کر دے گا۔ ہاں جو انسان توبہ کر لے اور اپنے آپ کو اس قبیح حرکت سے روک لے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَنَہَی النَّفسَ عَنِ الْھَوىٰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ ھِیَ الْمَاْوىٰ [5]

(النازعات :40-41)

"اور (اپنے) نفس کو روکتا رہا ہوگا (ہر بری) خواہش۔ یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگا"

تو قبیح صورت وہ شخص خوبصورت بے ریش نوجوان کی صورت میں ظاہر ہوگا اور توبہ کرنے والے شخص کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں لے جائے گا۔ اس توبہ کی وجہ سے وہ برے اعمال کے شر سے بچ جائے گا۔ گویا خلوت نے اسے اپنے حصار میں لیے رکھا اور وہ لوگوں سے کنارہ کشی کی وجہ سے گناہوں سے بچ گیا۔ اس کے عمل صالح قرار پائے۔ وہ احسان کرنے والوں میں شمار ہونے لگا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَالْمُؤْمِنِيْنَ (التوبہ :120)

"بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکوں کا اجر"

رب قدوس کا ارشاد ہے :

ان رحمة الله قريب من المحسنين (الاعراف :56)

"بیشک اللہ کی رحمت قریب ہے نیکوکاروں سے"

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْ لُؤُ وَالْمَرْجَان (الرحمٰن :22)

''نکلتے ہیں ان سے موتی اور مرجان''

کیونکہ یہ سمندر صرف اسے نصیب ہو سکتا ہے جس نے ظاہر اور باطن دونوں دریاؤں کو جمع کر رکھا ہو۔ اس مقام کے حصول کے بعد قلب میں کوئی فساد برپا نہیں ہو سکتا۔ ایسے شخص کی توبہ خالص توبہ ہے اور اس کا عمل نافع ہے۔ ایسا شخص جان بوجھ کر گناہوں کی طرف مائل نہیں ہو گا۔ اس کا سھو اور نسیان استغفار اور ندامت سے انشاء اللہ معاف ہو جائے گا۔

حواشی

۱۔ ایک حدیث پاک کا ٹکڑا ہے۔ جسے بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب الایمان باب :المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت کیا ہے۔ آخری الفاظ یہ ہیں۔ والمُھَا جِرُمَنْ ھَجَر مَانَہی اللّٰہ عنہ'' مزید دیکھیے ابن اثیر کی جامع الاصول ج 240/1-141۔

۲۔ ان الفاظ میں ہمیں نہیں ملی ابن ابی الدنیا ''الصمت واداب اللسان'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو محفوظ رہنا پسند کرے اسے خاموشی اختیار کرنی چاہیے'' ھیثمی نے المجمع میں ج 297-198 پر لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''جس نے خاموشی اختیار کی اللہ اس کی شرمگاہ کی پردہ پوشی فرمائے۔ جو غصے پر قابو پالے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب سے بچالے گا۔ جو اللہ کی بارگاہ میں عذر پیش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو مبول فرمائے گا'' ھیثمی نے اسے ابو یعلی کی طرف منسوب کیا ہے۔ دیکھیے ان کی مسند مزید دیکھیے طبرانی (اوسط)

۳۔ اس حدیث کی تخریج گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے

۴۔ حاشیہ (ظ) میں آیا ہے :یاد رہے کہ مخالفت نفس اور خواہشات کو لگام دینا عبادت کی بنیاد ہے کیونکہ بندے اور مولا کے درمیان سب سے بڑا حجاب یہی ہے۔ جس شخص کے مصائب نفس طلوع ہو جائیں اس کے انس کے ستارے ڈوب جاتے ہیں۔ جو نفس سے راضی ہوتا ہے ہلاک ہو جاتا ہے بھلا عقلمند نفس سے راضی کیسے ہو سکتا ہے۔

۵۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ (الرسالہ :122) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام

کو وحی فرمائی: اے داؤد! خود بھی بچ اور اپنے صحابیوں کو بھی من پسند کھانوں سے ڈرا۔ جو دل شھوات دنیا میں لگے رہتے ہیں ان کی عقلیں مجھ سے مجوب رہتی ہیں" (یعنی وہ میرا عرفان حاصل نہیں کر سکتیں)

۶۔ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے۔ یہ کسی بزرگ کا قول لگتا ہے۔ ملا علی قاری (الاسرار البلاغہ :188) فرماتے ہیں یہ کسی شیخ کا کلام ہے عجلونی (الکشف۔ج 460/1) فرماتے ہیں کہ ابن الفرس کا قول ہے: میں نے اس کہاوت میں یہ الفاظ زیادہ دیکھے ہیں: الشھرۃ نقمہ۔ وکل یتوخاھا" علامہ سخاوی (المقاصد ص 458) فرماتے ہیں نیکی میں اخفاء، عدم شہرت اور کسی شخص کی طرف انگلی سے اشارہ اس کے برعکس سے بہتر ہے۔ اور دین و دنیا میں امن و سلامتی کا موجب ہے۔ تھوڑا مال جو آخرت سے غافل نہ کرے اس کثیر دولت سے بہت بہتر ہے جو آخرت سے غافل بنا دے۔ اسی طرح جب حضرت عمر نے سعد بن ابی وقاص سے کہا۔ کیا تو اپنے اونٹوں اور بکریوں میں آبیٹھا ہے اور لوگوں کو ملک گیری پر باہم جھگڑتے چھوڑ دیا ہے تو انہوں نے (سعد بن وقاص) نے فرمایا: خاموش رہیے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا "اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو محبوب رکھتا ہے جو متقی، بے نیاز اور غریب ہو"

۷۔ الاحیاء ج 165/3 حافظ عراقی۔ المغنی ج 165/3 طبرانیؒ "الکبیر" ان کتب میں یہ حدیث دیکھیں۔ امام بیہقی بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی ضعیف سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں ذوالقرنین کے بارے مشہور ہے کہ ان کی ملاقات ایک فرشتے سے ہوئی۔ ذوالقرنین نے کہا مجھے کوئی ایسا علم سکھاؤ جس سے میرا ایمان و یقین بڑھ جائیں۔ فرشتے نے کہا: "غصہ نہ کیا کر۔ جب بنی آدم غصہ میں ہوتا ہے شیطان اس حالت میں اس پر سب حالتوں سے زیادہ قابو رکھتا ہے۔ غصے کو معاف کرنے سے رد کر دے۔ اسے محبت سے پر سکون بنا دے تیزی سے بچ۔ جب جلدی کرے گا تو اپنے حصے کو کھو دے گا۔ پر سکون، نرم مزاج بن جا کوئی قریبی ہو یا دور کا۔ جابر اور جھگڑالو مت بن"

۸۔ ابو داؤد۔ کتاب الادب باب فی الحسد۔ سنن ابن ماجہ کتاب الزھد۔ باب الحسد۔ حضرت ابو داؤد حضرت ابو ھریرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ابن ماجہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ "صدقہ خطا کو بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو نماز مؤمن کا نور ہے اور روزے جہنم سے بچنے کا کیلئے ڈھال" مزید دیکھیے جامع الاصول ابن اثیر کی ج 625/3 مناوی (فیض القدیر ج 414/3) غزالی کے حوالے سے

بائیسویں فصل

سوتے میں خواب دیکھنا

نیند میں انسان جو واقعات دیکھتا ہے ان کی کوئی نہ کوئی تعبیر ہوتی ہے۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد پاک ہے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ (الفتح: 27)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ"

اسی طرح حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لم يبق من النبوة الا المبشرات[1]

"نبوت میں سے صرف سچے خواب باقی رہ گئے ہیں"

یہ خواب انسان دیکھتا ہے یا انہیں دکھائے جاتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْآخِرَةِ (یونس: 64)

"انہیں کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں"

بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد سچے خواب ہیں[2] ایسے ہی حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتٍّ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ[3]

"سچے خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہیں"
حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ فِی الْیَقْظَۃِ لِاَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ وَبِمَنْ تَبِعَنِیْ [۴]

"جس نے خواب میں میری زیارت کی تو اس نے یقیناً بیداری میں میری زیارت کی۔ کیونکہ شیطان میری مثالی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان لوگوں کی مثالی صورت میں جنھوں نے میری اتباع کی"

یعنی شریعت، طریقت اور معرفت کے عمل کے نور سے میری فرمانبرداری کی اور حقیقت و بصیرت کی روشنی میں میری اتباع کرتے رہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

اَدْعُوْا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ

(یوسف :108)

"میں تو بلاتا ہوں صرف اللہ کی طرف۔ واضح دلیل پر ہوں میں اور (وہ بھی) جو میری پیروی کرتے ہیں"

شیطان ان تمام انوار لطیفہ کی مثالی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

صاحب "مظہر" لکھتے ہیں: یہ چیز نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ جو شیطان رحمت، لطف اور ہدایت کے کسی بھی مظہر کی مثالی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ مثلاً تمام انبیاء علیھم السلام اولیاء کرام، کعبۃ اللہ شریف، سورج، چاند سفید بادل، قرآن کریم اور اس قسم کے دوسرے مظاہر رحمت و لطف و ہدایت کیونکہ شیطان صفت قہر کا مظہر ہے۔ اس لیے وہ صرف ایسی صورت مثالی میں ظاہر ہو سکتا ہے جس پر گمراہ کا لفظ صادق آسکتا ہو۔ جو شخص مظہر ذات ہادی ہو شیطان بھلا اس کی شکل و صورت کیسے اپنا سکتا ہے۔ ایک چیز اپنی ضد کی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتی کیونکہ اضداد کے درمیان تنافر اور بعد ہوتا ہے اور

یہ اس لیے بھی ہے کہ حق اور باطل کے درمیان فرق قائم رہے۔ جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

کَذَالِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ (الرعد : 17)

''یوں اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے حق اور باطل کی''

رہی یہ بات کہ وہ صفت ربوبیت کی مثالی صورت میں ظاہر بھی ہو سکتا ہے اور دعویٰ ربوبیت بھی کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت جلال کی ہے اور دوسری جمال کی۔ شیطان چونکہ صفت قھر کا مظہر ہے اس لیے وہ صفت جلال کی مثالی صورت اپنا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ ربوبیت کی مثالی صورت اپنائے گا تو دعویٰ ربوبیت نہیں کر سکے گا بلکہ ایسی صورت میں بھی ایسا دعویٰ کرے گا کہ اس پر گمراہ کن کا اسم صادق آئے گا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور شیطان ایسے اسم کی مثالی صورت بھی نہیں اپنا سکتا جو جامع ہو اور اس میں ہدایت کا معنی بھی پایا جاتا ہو۔ اس سلسلے میں گفتگو طوالت کا باعث ہو گی۔ رب قدوس کا ارشاد علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی مرشد کامل کی طرف اشارہ ہے جو (علوم نبوت کا) وارث ہو۔ یعنی میرے بعد آنے والے وہ لوگ جو من وجہ میری باطنی بصیرت کی طرح باطنی بصیرت رکھتے ہوں گے۔ بصیرت سے مراد ولایت کاملہ ہے جس کی طرف اللہ کریم کا یہ ارشاد بھی اشارہ کرتا ہے۔

وَلِیًّا مُّرْشِدًا (الکھف : 17)

''...... مددگار (اور) رہنما''

خواب کی دو قسمیں ہیں۔ آفاقی اور انفسی۔ پھر ان میں ہر ایک کی دو، دو قسمیں ہیں۔

انفسی :۔

یا تو اخلاق حمیدہ (کی مثالی صورت نظر آئے) گی یا اخلاق ذمیمہ کی۔ اخلاق حمیدہ مثلاً جنت اور اس کی نعمتیں حور و قصور، علماء اور سفید نورانی صحراء، سورج،

چاند، ستارے اور اس قسم کی دل سے تعلق رکھنے والے اخلاق کی مثالی صورتیں رہی نفس مطمئنہ سے تعلق رکھنے والے اخلاق کی مثالیں صورتیں مثلاً حیوانات اور پرندوں سے تیار شدہ غذا تو اس کے تعلق بھی انفسی خواب سے ہے کیونکہ نفس مطمئنہ کو جنت میں اسی قسم کی خوراک دی جائے گی۔ جیسے بکری اور پرندوں کا بھونا ہوا گوشت وغیرہ گائے بھی جنتی جانور ہے۔ اسے جنت سے دنیا میں اس لیے بھیجا گیا کہ آدم علیہ السلام اس س زراعت سے متعلقہ کام سر انجام دے سکیں۔ اونٹ بھی جنتی ہے اور کعبہ ظاہر و باطن کی طرف سفر کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

گھوڑا جنتی جانور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جہاد اصغر و اکبر کا آلہ بنایا ہے۔ یہ تمام چیزیں آخرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے۔

"ان الغنم خلق من عسل الجنة والبقر من زعفرانها والابل من نورها والخيل من ريحها"[5]

"بیشک بکری جنت کے شہد سے پیدا کی گئی ہے۔ گائے جنت کے زعفران سے اونٹ جنتی نور سے اور گھوڑا جنتی ہوا سے"

رہی بات خچر کی۔ تو خچر نفس مطمئنہ کی ادنی صورت مثالی ہے۔ جو اسے خواب میں دیکھے تو سمجھ جائے کہ خواب دیکھنے والا عبادت میں کوتاہی کرتا ہے اور قیام و قعود میں بوجھ محسوس کرتا ہے۔ ایسے شخص کی عبادت بے کار ہے۔ توبہ کرے تو اس کی کوشش ثمر بار ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءً الۡحُسۡنٰی (الکھف :88)

گدھا آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی مصلحت کے لیے ہے۔ یہ جنت کے پتھروں سے پیدا کیا گیا ہے۔ انسان کو اس سے خدمت لیکر دنیا میں آخرت کے لیے توشہ تیار کرنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص خواب میں روح سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو دیکھے مثلاً بے ریش نوجوان تو سمجھ لے کہ اس پر انوار خداوندی کی تجلی پڑ رہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اہل جنت تمام کے تمام اسی صورت میں ہوں گے۔ جیسا کہ رسول

چاند، ستارے اور اس قسم کی دل سے تعلق رکھنے والے اخلاق کی مثالی صورتیں رہی نفس مطمئنہ سے تعلق رکھنے والے اخلاق کی مثالیں صورتیں مثلاً حیوانات اور پرندوں سے تیار شدہ غذا تو اس کے تعلق بھی انفسی خواب سے ہے کیونکہ نفس مطمئنہ کو جنت میں اسی قسم کی خوراک دی جائے گی۔ جیسے بکری اور پرندوں کا بھونا ہوا گوشت وغیرہ گائے بھی جنتی جانور ہے۔ اسے جنت سے دنیا میں اس لیے بھیجا گیا کہ آدم علیہ السلام اس س زراعت سے متعلقہ کام سرانجام دے سکیں۔ اونٹ بھی جنتی ہے اور کعبہ ظاہر و باطن کی طرف سفر کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

گھوڑا جنتی جانور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جہاد اصغر و اکبر کا آلہ بنایا ہے۔ یہ تمام چیزیں آخرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے۔

''ان الغنم خلق من عسل الجنة والبقر من زعفرانها والابل من نورها والخيل من ريحها[5]

''بیشک بکری جنت کے شہد سے پیدا کی گئی ہے۔ گائے جنت کے زعفران سے اونٹ جنتی نور سے اور گھوڑا جنتی ہوا سے''

رہی بات خچر کی۔ تو خچر نفس مطمئنہ کی ادنی صورت مثالی ہے۔ جو اسے خواب میں دیکھے تو سمجھ جائے کہ خواب دیکھنے والا عبادت میں کوتاہی کرتا ہے اور قیام و قعود میں بوجھ محسوس کرتا ہے۔ ایسے شخص کی عبادت بے کار ہے۔ توبہ کرے تو اس کی کوشش ثمربار ہو سکتی ہے ورنہ نہیں۔

وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى (الکہف :88)

گدھا آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی مصلحت کے لیے ہے۔ یہ جنت کے پتھروں سے پیدا کیا گیا ہے۔ انسان کو اس سے خدمت لیکر دنیا میں آخرت کے لیے توشہ تیار کرنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص خواب میں روح سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو دیکھے مثلاً بے ریش نوجوان تو سمجھ لے کہ اس پر انوار خداوندی کی تجلی پڑ رہی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اہل جنت تمام کے تمام اسی صورت میں ہوں گے۔ جیسا کہ رسول

اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

أَهلُ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ كُحلٌ[٦]

"اہل جنت موچھ داڑھی کے بغیر ہوں گے اور ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی"

حضور ﷺ کا ایک اور ارشاد گرامی ہے۔

رَأَيتُ رَبِّى بِصُوْرَتِ شَابٍ اَمْرَدٍ[٧]

"میں نے اپنے رب کو ایسے نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کی مسیں نہ بھیگی ہوں"

بعض تعبیر دھندہ فرماتے ہیں کہ ایسے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے آئینہ روح پر صفت ربوبیت کی تجلی فرمائی ہے۔ اسے طفل معانی کا نام بھی دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ جسم کی تربیت کرنے والا ہے۔ اور رب اور بندے کے درمیان وسیلہ ہے حضرت مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اگر میرا مربی نہ ہوتا تو میں اپنے رب کو نہ پہچانتا"۔ اس مربی سے مراد باطن کا مربی ہے۔ اور باطنی مربی کی تربیت ظاہری مربی کی تلقین کے ذریعے ہوتی ہے۔ انبیاء اولیاء کے جسم بھی تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور دل بھی جو لوگ ان کی تربیت کرتے ہیں انہیں ایک دوسری روح نصیب ہوتی ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ
(غافر: 15)

"نازل فرماتا ہے وحی اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے"

مرشد کی تلاش اسی لیے ضروری ہے کہ اس کی تربیت میں رہ کر انسان ایسی روح حاصل کر لے جو دل کو زندہ کر دے اور مرید اپنے رب کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

سِرّ الاسرار

تصنیفِ لطیف

شیخ المشائخ، قطبِ ربانی، غوث صمدانی، محبوب سبحانی

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

روحانی حقائق و معارف کا حسین و جمیل مجموعہ، صوفیانہ تعلیمات کی
خوبصورت اور دل آویز تشریح وصول الی اللہ کے سربستہ حقائق،
عارف جلیل، مرشدِ کامل و مکمل کے قلم سے

تصنیفِ لطیف

شیخ المشائخ، قطبِ ربانی، غوث صمدانی، محبوب سبحانی
حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مترجم

(الاستاذ) ظفر اقبال کلیار
(فاضل بھیرہ شریف)

۲۰۰۰ء

بار اوّل ـــــــــ ایک ہزار

ہدیہ ـــــــــ = 80 روپے

زیرِ اہتمام

محمد رضاءُ الدین صدیقی

نجابت علی تارڑ

☆

زاویہ

۸ ۔ سی دربار مارکیٹ ○ لاہور

Ph (042) 7113553-7241517

(نوٹ)

اِس کتاب کے جُملہ محاصِل "زاویہ فاؤنڈیشن" کے علمی و تحقیقی مقاصِد کے لئے وقف ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تاویل کی بناء پر خواب میں اللہ تعالیٰ کا ایک خوبصورت اخروئی صورت میں دیدار جائز[۸] ہے۔ کیونکہ خواب میں نظر آنے والی صورت ایک مثالی صورت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے کی استعداد اور مناسبت سے تخلیق فرمایا ہے۔ یہ صورت حقیقت ذاتیہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے یا وہ بذاتہ دنیا میں دکھائی دے گا جس طرح نبی کریم ﷺ کا دیدار ہے۔ اس قیاس کو بنیاد بنا کر یہ نظریہ رکھنا جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والے کی استعداد اور مناسبت کے مطابق مختلف صورتوں میں نظر آسکتا ہے۔ حقیقت محمدیہ کو بھی صرف وہی دیکھ سکتا ہے جو عمل، علم، حال اور بصیرت میں ظاہراً باطناً آپ کا وارث کامل ہو نہ کہ صرف حال میں۔ اس قیاس کی بناء پر ہر ایک صفت اسی طرح کی تجلی ڈالتی ہے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے لیے انگور کے درخت میں آگ کی صورت میں صفت خداوندی ظاہر ہوئی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْآ اِنِّیْ اٰنَسْتُ نَاراً لَّعَلِّیْ اٰتِیْكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ...... (طه:10)

"تو اپنے گھر والوں کو کہا تم (ذرا یہاں) ٹھہرو۔ میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں لے آؤں تمہارے لیے اس سے کوئی چنگاری......"

اسی طرح صفت کلام سے تجلی فرمائی۔ ارشاد فرمایا

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (طہ :17)

"اور (ندا آئی) یہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ؟"

یہ آگ دراصل نور تھا۔ لیکن اسے موسیٰ علیہ السلام کے گمان اور طلب کے مطابق آگ کہا گیا ہے۔ درخت کو انسان سے ذرا سی بھی نسبت نہیں۔ تو کیا عجب کہ صفات خداوندی میں سے کوئی صفت حقیقت انسانی میں متجلی ہو جبکہ انسان نے صفات حیوانیہ سے دل کو پاک کر کے صفات انسانیہ سے متصف کر لیا

ہو۔ جیسا کہ بعض اولیاء پر صفاتی تجلی کا ظہور ہوا مثلاً بایزید بسطامی نے فرمایا سُبْحَانِیْ مَا أَعْظَمُ شَانِیْ[9]۔ جنید نے فرمایا: لَیْسَ فِی جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ[10]۔ اور ایسی کئی دوسری مثالیں۔

اس مقام میں عجیب عجیب لطائف ہیں۔ جنہیں صوفیاء نے بیان کیا ہے۔ ان لطائف کی شرح بہت طویل ہے۔

پھر تربیت میں مناسبت ضروری ہے مبتدی کی پہلے پہل اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہوتی اسی لیے اس کے لیے ولی کی تربیت میں رہنا ضروری ہے کیونکہ مبتدی اور ولی کے درمیان ایک مناسبت ہوتی ہے کیونکہ دونوں بشر ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ جب بقید حیات ظاہری تھے تو کسی غیر کی تربیت کی ضرورت نہیں تھی مگر جب عالم آخرت کی طرف منتقل ہو گئے تو یہ صفت تعلق منقطع ہو گئی اور آپ تجرد محض کے مقام پر پہنچ گئے۔ اسی طرح جب اولیاء دار آخرت کو رحلت فرما جائیں تو ان کی رہنمائی کسی کو مقصود تک نہیں پہنچا سکتی۔ اگر تو عقل مند ہے تو اسے سمجھنے کی کوشش کر۔ اور اگر اہل فہم سے نہیں تو پھر ایسی نورانی ریاضت کے ذریعے تربیت حاصل کر جو نفسانیت اور ظلمانیت پر غالب آجائے کیونکہ فراست نورانیت سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ ظلمانیت سے اور اس لیے کہ نور صرف اس جگہ سے آتا ہے جو قریب ہو اور روشن بھی ہو۔ پس مبتدی کی (صاحب مزار ولی) کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے۔

ایک ولی جب تک اس دنیا میں ہے مبتدی کو اس سے ایک گونہ مناسبت ہے کیونکہ اس کی دو جہتیں ہیں "تعلقیہ جسمانیہ" اور "تجردیہ روحانیہ" کیونکہ وہ وراثت کاملہ رکھتا ہے۔ پس اس روحانیت کی وجہ سے ولی کو نبی کریم ﷺ کی مدد مسلسل پہنچتی رہتی ہے اور وہ اس سے دوسرے لوگوں کو روشناس کراتا رہتا ہے۔ اسے **سمجھیئے** اس سے آگے عمیق راز ہے جسے صرف اھل معرفت ہی سمجھ سکتے ہیں۔ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون :8)

"حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ کے لیے اس کے
رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے"

باطن میں تربیت ارواح (کی صورت یہ ہے کہ) روح جسمانی سب سے پہلے جسم میں تربیت پاتی ہے۔ پھر روح روانی قلب میں تربیت حاصل کرتی ہے۔ اس کے بعد روح سلطانی جان میں تربیت پاتی ہے۔ پھر روح قدسی ہے جو سر میں تربیت حاصل کرتی ہے۔ یہ سر اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان واسطہ ہے۔ یہی حق اور مخلوق کے درمیان ترجمان ہے کیونکہ یہ اللہ کی محرم اور اس سے خاص تعلق رکھتی ہے۔

رہا خواب جو کہ اخلاق ذمیمہ سے تعلق رکھتا ہے یہ صفت امارہ کی مثالی صورت ہو یا لوامہ کی یا ملھمہ کی تو یہ درندوں کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ مثلاً چیتا، شیر، ریچھ، بھیڑیا کتا اور خنزیر۔ یا یہ مثالی صورت دوسرے جانوروں کی صورت میں نظر آئے گی مثلاً لومڑی، تیندوا، بلی، سانپ، بچھو، بھڑ وغیرہ۔ یہ چیزیں خواب میں نظر آئیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ صفت ذمیمہ کی مثالی صورت ہے اس سے احتراز ضروری ہے۔ لازم ہے کہ انسان روح کی راہ سے اسے ہٹائے۔

چیتا خود پسندی اور اللہ تعالیٰ پر تکبر کرنے کی صفت کی مثالی صورت ہو گا۔ شیر تکبر اور مخلوق خدا سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ریچھ کا تعلق صفت غضب اور ماتحتوں پر غلبہ جیسے اخلاق ذمیمہ سے ہے۔ بھیڑیا اکل حرام، حب دنیا اور اس کے لیے قہر و غضب کو ظاہر کرتا ہے۔

خنزیر :۔ کینہ، حسد اور شھوانی خواہشات کی مثالی صورت ہو گی۔

خرگوش :۔ خیانت، دنیاوی مکر و فریب کا پتہ دیتا ہے۔ لومڑی بھی کبھی انہیں صفات کو ظاہر کرتی ہے لیکن خرگوش زیادہ غفلت کی علامت ہے۔

تیندوا :۔ جاھلی عزت اور حب ریاست کی مثالی صورت ہوتا ہے۔

بلی :۔ بخل اور نفاق کو ظاہر کرتی ہے۔

سانپ :۔ گالی، غیبت اور کذب جیسی صفات ایذاء کی علامت ہے۔ ان

دونوں میں کبھی حقیقی معنی بھی ہوتے ہیں جنہیں صرف اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں۔

بچھو :۔ عیب جوئی، غیبت اور چغلی کی علامت ہے۔

بھڑ :۔ چھپ کر مخلوق کو اپنی زبان سے تکلیف دینے کو ظاہر کرتی ہے۔ سانپ کبھی عداوت ظاہری کو ظاہر کرتا ہے۔ جب سالک خواب میں دیکھے کہ وہ موذی چیز سے لڑ رہا ہے لیکن دیکھ لینے کے باوجود غلبہ نہیں پا رہا تو اسے عبادت اور ذکر میں مزید کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ اس پر غالب آجائے اور اسے قتل کر دے۔ یا پھر اسے بشری صورت میں تبدیل کر دے۔ اگر سالک یہ دیکھے کہ وہ کسی موذی چیز پر غالب آگیا ہے یا اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے تو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ تائبین کے حق میں ارشاد فرماتا ہے۔

كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ (محمد :2)

"اللہ تعالیٰ نے دور کر دیں ان سے ان کی برائیاں اور سنوار دیا ان کے حالات کو"

اور اگر سالک یہ دیکھے کہ موذی چیز انسانی شکل میں تبدیل ہو گئی ہے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ توابین کے بارے فرماتا ہے۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان :70)

"مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے"

پس اس مرتبہ تو وہ ان برائیوں سے چھٹکارا پا گیا مگر اس کے بعد ان سے غافل نہ رہے کیونکہ جب نفس نافرمانی اور نسیان جیسی خباثتوں سے تقویت حاصل کر لے گا تو وہ نفس مطمئنہ پر غلبہ پا لے گا اور اس کے قابو میں نہیں رہے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انسان جب تک دنیا میں ہے ایک ایک لمحہ

مناہی سے اجتناب کرے
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نفس امارہ کفر کی صورت میں نظر آجاتا ہے۔ نفس لوامہ یہودی کی صورت مثالی میں اور نفس ملہمہ نصرانی کی صورت مثالی میں۔ اسی طرح کبھی یہ بدعتی کی صورت میں نظر آتا ہے۔

حواشی

۱۔ یہ بخاری کی روایت کردہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے (صحیح بخاری۔ کتاب التعبیر باب المبشرات نمبر 6589) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ تتمہ حدیث یہ ہے "صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا۔ مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سچے خواب" دیکھیے جامع الاصول۔ ابن اثیر ج 526/2

۲۔ (مؤطا امام مالک۔ کتاب الرؤیا۔ باب ماجاء فی الرؤیا۔ 958/2 عروہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے لھم البشری فی الحیاۃ الدنیا کے بارے روایت ہے کہ اس سے مراد سچے خواب ہیں جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں۔ جامع الاصول۔ ابن اثیر 526/2

۳۔ صحیح مسلم کتاب الرؤیا نمبر 2263 ابن مسہر سے روایت ہے۔ دوسری حدیث نمبر 2265 حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے سچا خواب نبوت کے ستر جزوں میں سے ایک جز ہے۔ امام نووی (شرح صحیح مسلم ج 21/15) فرماتے ہیں کہ بقول خطابی یہ حدیث خواب کے معاملے اور اس کی منزلت کی تحقیق کے بارے تاکید ہے۔ سچا خواب انبیاء کے لیے نبوت کا جز تو ہو سکتا ہے غیر کے لیے نہیں انبیاء علیہم السلام کو جس طرح بیداری میں وحی ہوتی خواب میں بھی وحی کی جاتی تھی۔ بعض علماء کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سچا خواب نبوت کی موافقت میں آتا ہے کیونکہ نبوت کا یہ بقیہ جز ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۔ امام بخاری اپنی صحیح میں کتاب التعبیر، باب، من رای النبی ﷺ فی المنام میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ ضرور مجھے بیداری میں دیکھے گا۔ شیطان میری صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا" دیکھے جامع الاصول از ابن

اثیر ج528/2امام نووی شرح صحیح مسلم ج15 26میں فرماتے ہیں کہ اس بارے کئی اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کے ہم عصر لوگ ہیں۔ مقصد یہ ہوگا کہ جس نے خواب میں میری زیارت کی اور ابھی تک اس نے ہجرت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اسے ہجرت کی توفیق بخشے گا اور وہ بیداری میں آکر میری زیارت کا شرف حاصل کرے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جو شخص زیارت رسول سے خواب میں مشرف ہو گا بیداری میں آخرت کے دن اس خوب کی تصدیق سامنے آجائے گی کیونکہ آخرت میں تو آپ کی ساری امت آپ کا دیدار کرے گی اگرچہ اس دنیا میں محروم ہی رہے ہوں گے تیسرا قول یہ ہے کہ آخرت میں اسے خاص دیدار نصیب ہوگا۔ اسے حضور ﷺ کا قرب نصیب ہوگا اور آپ ﷺ ایسے شخص کی شفاعت فرمائیں گے۔ اسی طرح کے کئی دوسرے اقوال بھی ہیں۔ واللہ اعلم

۵۔ یہ حدیث ہمیں نہیں ملی

۶۔ الجامع الصحیح للترمذی کتاب صفۃ الجنۃ۔ باب ماجاء فی صفۃ شباب اھل الجنۃ نمبر حدیث 2535 جامع الاصول ازابن اثیر۔ ج528/10

۷۔ اس کی تخریج پہلی ہو چکی ہے۔

۸۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ (الرسالہ ص307) فرماتے ہیں ابی یزید سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے خواب میں اپنے رب کا دیدار کیا۔ میں نے عرض کیا: مولا تجھ تک پہنچنے کا راستہ کونسا ہے؟ فرمایا: اپنے نفس کو چھوڑ دے اور میری طرف چل دے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت احمد بن خضرویہ نے خواب میں رب قدوس کا دیدار کیا۔ رب قدوس نے فرمایا: اے احمد مجھ سے سوائے بایزید کے سبھی کچھ نہ کچھ مانگتے ہیں۔ وہ صرف میرا طالب ہے۔ یحیٰ بن سعید القطان کا ارشاد ہے میں نے خواب میں اپنے رب کا دیدار کیا اور پوچھا: میرے رب! میں نے کتنی بار التجا کی مگر قبول نہیں ہوئی فرمایا: یحیٰ میں تیری آواز سننا چاہتا ہوں۔

۹۔۱۰۔ ابن تیمیہ (مجموع الفتاویٰ ج337/10) لکھتے ہیں "......وجہ یہ ہے کہ ایسا شخص پوری کائنات کو وہی سمجھ بیٹھتا ہے جو جلوہ اس کے دل میں ہے اسی لیے وہ ایسی باتیں کہہ جاتا ہے۔ کیونکہ جب تجلی حق پڑتی ہے تو وہ اپنی گفتگو سننے سے قاصر ہوتا ہے...... ایسی حالت فناء میں کبھی تو وہ کہتا ہے انا الحق۔ کبھی کہتا ہے سبحانی اور کبھی کہتا ہے مافی الجبۃ الا اللہ۔

ہے تو وہ جھوم اٹھتا ہے اور سر دھننے لگتا ہے۔ اللہ کے ساتھ اس کی محبت، وار فتگی اور ناز
اس کے بلند مقام کا پتہ دیتی ہے۔

قلمی ولو حی فی الوجود یمده
قلم الاله ولوحه المحفوظ
ویدی علی الله فی ملکوته
ماشئت اجری والرسوم حظوظ

میرے وجود کی لوح و قلم کو اللہ تعالیٰ کا قلم اور لوح محفوظ چلا رہا ہے۔
میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی پوری بادشاہی پر ہے۔ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔
اس اعتبار سے انسان کائنات میں تبدیلی کا آلہ ہوں۔ وہ محو و اثبات کی لوح ہے۔ اس کا ہر
عمل جسے وہ ادا کرتا ہے مشکور ہو یا محمود اللہ کی طرف لوٹتا ہے۔ شکر ہو یا حمد، تسبیح ہو یا تنزیہ
تمام امور کی غایت حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ غزالی علیہ الرحمۃ مشکاۃ الانوار ص
40 پر لکھتے ہیں سکر میں عشاق کی زبان سے صادر ہونے والے کلام کو چھپایا جاتا ہے بیان
نہیں کیا جاتا۔ جب یہ لوگ حالت سکر سے حالت صحو میں آتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ یہ
اتحاد حقیقی نہیں بلکہ یہ حالت اتحاد کے مشابہ تھی۔ جیسا کسی عاشق نے کہا ہے۔

انامن اهوی ومن اهوی انا
نحن روحان حللنا بدنا

میں اپنا محبوب ہوں اور میرا محبوب میں ہے ہم دو روح یک قالب ہیں۔
اس مختصر سی شرح کو ہم ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں کہ ایسے الفاظ کا اعادہ صحیح نہیں۔ یہ
الفاظ اور عبادات عظمت انسانی کا پتہ دینے میں کار آمد ہیں۔ وہ انسان جو خالق عز و جل کی
عظمت سے عظمت حاصل کرتا ہے۔

چوبیسویں فصل

حالت نزع

سالک کو فطانت اور بصیرت سے کام لینا چاہیے۔ وہ دیکھے کہ اس کے اعمال کا انجام کیا ہو گا۔ اور اس کے بدلے اس کے ہاتھ کیا آئے گا۔ اپنے احوال کے ظاہر پر نہ اترائے۔ اھل تصوف کا اتفاق ہے کہ سالک احوال کی تدبیر سے غافل ہوتا ہے جیسا کہ رب قدوس کا ارشاد ہے۔

فلا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون

(الاعراف: 99)

"پس نہیں بے خوف ہوتے اللہ کی خفیہ تدبیر سے۔ سوائے اس قوم کے جو نقصان اٹھانے والی ہوتی ہے"

اسی طرح حدیث قدسی میں ارشاد خداوندی ہے۔

یَامُحَمَّدُ بَشِّرِ الْمُذْنِبِیْنَ بِاَنِّیْ غَفُوْرٌ وَاَنْذِرِ الصَّادِقِیْنَ بِاَنِّیْ غَیُوْرٌ[1]

"اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم گناہ گاروں کو یہ مژدہ سنادو کہ میں بہت بخشنے والا ہو اور سچوں کو خبر دار کیجئے کہ میں بہت غیر تمند ہوں۔

اولیاء کی کرامات اور احوال مکر اور استدراج سے غیر محفوظ نہیں ہیں۔ ہاں انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات میں یہ اندیشہ نہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے استدراج سے محفوظ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سوء خاتمہ کا خوف سوء خاتمہ سے